نمبر پنجم جلد سیزدہم
[illegible] ۱۳۲

جو بوجہ ظلمت رات کا ہمرنگ ہے اور نبی یا اوسکے قائم مقام مجدد کے گذر جانیسے ایک ہزار مہینہ کے بعد آتا ہے۔

(۱۵) آیات ذکر سجدہ آدم مین باوا آدم کی طرف سجدہ کرنا[ف۱] مراد نہین بلکہ ملائکہ کا خدمت انسان کامل بجالانا

(۱۶) صحیحین (صحیح بخاری و مسلم) کی احادیث سب کی سب صحیح نہین بلکہ بعض اُنمین غیر صحیح و موضوع بھی ہین[ف۲] ◆

(۱۷) آپ اپنے کشف والہام کے ذریعہ سے صحیح بخاری و صحیح مسلم کی احادیث کو موضوع ٹہیرا سکتے[ف۳] ہین

(۱۸) حدیث صحیح کی (بخاری و مسلم کی کیون نہو) یہہ شان و وقعت نہین کہ وہ قرآن کریم کی مفسر و مبین[ف۴] ہو سکے اور قصص و اخبار و واقعات ماضیہ کے بیان مین بیان قرآن پر

[ف۱] توضیح المرام مین بصفحہ ۹۴ کہا ہی کہ جاننا چاہئی کہ یہ سجدہ کا حکم اسوقت سی متعلق نہین ہی کہ جب حضرت آدم پیدا کئے گئے بلکہ یہ علیحدہ ملائک کو حکم کیا گیا کہ جب کوئی انسان اپنی حقیقی انسانیت کے مرتبہ تک پہنچے اور اعتدال انسانی اسکو حاصل ہو جائے اور خدا تعالی کی روح اسمین سکونت اختیار کرے تو تم اس کامل کے آگے سجدہ مین گرا کرو یعنی آسمانی انوار کے ساتھہ اُسپر اُترو اور اُسپر صلوۃ بھیجو سو یہ قدیم قانون کی طرف اشارہ ہے جو خدا تعالے اپنے برگزیدہ بندونکے ساتھہ ہمیشہ جاری کرتا ہی

[ف۲] حاشیہ صفحہ (۱۱۷- نمبر (۱) اور حاشیہ نمبر ۲ صفحہ ۱۲۵ ملاحظہ ہو

[ف۳] مباحثہ لودہیانہ کی تحریر نمبری (۴) مین آپ فرماتے ہین۔ اب جبکہ یہ حال ہی کہ کوئی حدیث بخاری یا مسلم کی بذریعہ کشف کے موضوع ٹہیر سکتی ہے تو پہر کیونکر ہم ایسی حدیثون کو ہمپایہ قرآن کریم جان لینگے۔ ہان ظنی طور پر بخاری و مسلم کی حدیثین بڑے اہتمام سی لکہی گئی ہین۔ اور غالباً اکثر انمین صحیح ہونگی لیکن کیونکر ہم حلف اُٹہا سکتے ہین کہ بلاشُبہ وہ ساری حدیثین صحیح ہین۔

[ف۴] مباحثہ لودہیانہ کی تحریر نمبری (۷) مین آپ فرماتے ہین وہ (یعنی قرآن) آپنے مقاصد کی آپ

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

زیادتی کر سکے۔

(۱۹) نصوص قرآن و حدیث کو ان کے ظاہری معانی سے پھیرنا اور اس سے استعارات مراد ٹھیرانا جائز ہے بلکہ مغز شریعت ہے جو مجدد وقت کا کام ہے اور وہ ظاہری علوم سے نہین ہو سکتا۔

(۲۰) جو شخص آپکو (قادیانی صاحب کو) باین کمالات مسیحائیت و مجددیت نہ مانیگا وہ

[illegible]

آپ تفسیر فرماتا ہے اور اُس کی بعض آیات بعض کی تفسیر واقع ہین یہ نہین کہ وہ اپنی تفسیر مین حدیثون کا محتاج ہے۔

۵۱ یہ بات آپکی آخری تحریر مباحثہ لودہانہ مین جابجا پائی جاتی ہے جسکی تفصیل نقل مباحثہ مین ہے۔

۵۲ یہ عقیدہ آپکے مذہب جدید کا اصل اصول ہے آپ اسی اصول سے ہر ایک آیت ہر ایک حدیث مین تاویل و تحریف کرتے ہین۔ حاشیہ صفحہ (۱۱۹) (۱۲۰) ملاحظہ ہو۔ فتح اسلام کے صفحہ ۱۵ مین آپ لکھتے ہین کہ خدا تعالے ہمیشہ استعارون سے کام لیتا ہے اور طبع اور خاصیت اور استعداد کے لحاظ سے ایک کا نام دوسرے پر وارد کر دیتا ہے اور توضیح مرام کے صفحہ ۱۴ مین حدیث قتل خنازیر اور قطع صلیب اور رفع جزیہ کی تاویل اور تحریف کر کے آپ لکھتے ہین یہ سب استعارے ہین جنکو خدا تعالے کیطرف سے فہم دیا گیا وہ نہ صرف آسانی سے بلکہ ایک قسم کی ذوق سے انکو سمجھ جائین گے ایسے عمدہ اور بلیغ مجازی کلمات کو حقیقت پر اتارنا گویا ایک خوبصورت معشوق کا ایک دیو کی شکل مین کھینچنا ہی بلاغت کا تمام مدار استعارات لطیفہ پر ہوتا ہے اسیوجہ سے خدا تعالے کے کلام نے بھی جو ابلغ الکلام ہے جسقدر استعارات کو استعمال کیا ہے اور کسیکے کلام مین یہ طرز لطیف نہین ہے اور فتح الاسلام کے صفحہ (۸) مین آپ لکھتے ہین صرف رسمی اور ظاہری طور پر قرآن شریف کے تراجم پھیلانا یا فقط کتب دینیہ اور احادیث نبویہ کو اردو یا فارسی مین ترجمہ کر کے رواج دینا (وغیرہ وغیرہ) یہ ایسے امر نہین ہین جنکو کامل اور واقعی طور پر تجدید کہا جائے ایسی ظاہری اور بے مغز خدمتین ہر ایک باعلم آدمی کر سکتا ہے اور ہمیشہ جاری ہین انکو مجددیت سے کچھ علاقہ نہین اور

ہلاک ہوگا اور آگ مین ڈالا جائیگا اور جسنے آپ کو مانا وہ ناجی ہوا۔

یہ قادیانی اور آپکے حواریون اور ہم مشربون کے عقاید و مقالات کی چند تمثیلات ہین بطور مشتے نمونہ خروارو اندکی از بسیارے کیونکہ مزید تفصیل کی اس مقام مین گنجائش نہین۔

اب ان کے طریق عملی کو جسمین وہ عقاید و مقالات مذکورہ بالا کی تائید کرتے ہین اور اس سے وہ بزعم خود اصول و مسائل اسلام کی بیخکنی کر رہے ہین بیان کیا جاتا ہے عقاید و مقالات مذکورہ کی تائید و ترویج کی غرض سے وہ احادیث صحیحہ کو بلا تردد رد کرتے و غیر صحیح و موضوع قرار دیتے ہین اور کئی احادیث و آثار و اقوال از خود وضع کرکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب اور علماء اسلام کی طرف منسوب کرتے ہین اور آیات اور احادیث نبویہ کی (جسکو مجبوراً صحیح مانتے ہین) ایسی تاویل اور تحریف کرتے ہین کہ اسمین نیچریون

---

۵ تصنیف مطبوعہ ۱۳۰۲

صفحہ ۱۷ مین لکھا ہے۔ پس کمال افسوس کی جگہہ ہے کہ جسقدر تم رسمی باتون اور رسمی علوم کی اشاعت کے لئے جوش رکھتے اوسکے عشر عشیر بھی آسمانی سلسلہ کی طرف تمہارا خیال نہین

فتح اسلام مین بصفحہ ۲۸ آپ لکھتے ہین۔ اُس نے (یعنے خدا نے) اس سلسلہ کے قائم کرنے کے وقت مجھے فرمایا کہ زمین مین طوفان ضلالت برپا ہے۔ تو اس طوفان کے وقت مین یہہ کشتی طیار کر جو شخص اس کشتی مین سوار ہوگا وہ غرق ہونے سے نجات پا جائے گا۔ اور جو انکار مین رہیگا۔ اسکے لئے موت درپیش ہے

اور **بصفحہ ۵۸** فرماتے ہین۔ اس زمانہ کا حصن حصین مین ہون جو مجھہ مین داخل ہوتا ہے وہ چورون اور قزاقون اور درندون سے اپنی جان بچائیگا۔ مگر جو شخص میری دیوارون سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اُسکو موت درپیش ہے اور اُسکی لاش بھی سلامت نہین رہیگی اور ٹکڑے مین نکلتے ہین بلکہ بعض خشک ہڈیون کی طرح نظر آتی ہین جنکو میرا خداوند جو میرا متولی ہے مجھہ سے کاٹکر جلنے والی لکڑیون مین پھینک دیگا۔

اور باطنیون کو بھی اُنھون نے مات کیا ہے۔

ان کے اس عمل کی تمثیلات وشواہد اُن کی عبارات منقولہ سابق مین موجود ہین۔ اور علاوہ بران چند تمثیلات وشواہد ذیل مین ذکر کیے جاتی ہین۔

(۱) آپنے احادیث متضمنہ ذکر دجال موعود کو غیر صحیح وموضوع بنانے کی غرض سے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ افترا کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمین اسکے (یعنی ابن صیاد کے) حال مین ابھی تک اشتباہ ہے۔ (یہ فقرہ بقلم جلی آپکے رسالہ ازالہ کے (۲۲۵) مین بعینہ موجود ہے۔ اور مباحثہ لودہانہ کی تحریر نمبر (۴) مین آپنے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ بھی فرمایا ہے کہ مین اپنی اُمّت پر ابن صیّاد کے دجال معہود ہونے کی نسبت ڈرتا ہون۔ (یہ بھی آپ ہی کے الفاظ ہین) حالانکہ کسی حدیث صحیح یا ضعیف مین یہ قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول نہین۔ اور جب آپ سے مباحثہ لودہانہ مین آنحضرت سے اس قول کے مروی ہونیکا ثبوت طلب کیا گیا تو آپنے جابر بن عبد اللہ کا یہ قول کہ آنحضرت صلعم ابن صیاد کے دجال ہونیسے ڈرتے رہے جو شرح السنہ مین مروی ہے اور وہ آنحضرت صلعم کا قول نہین ہے پیش کیا۔ اور آخر مباحثہ تک آنحضرت صلعم سے اس قول کا ثبوت نہ دیا۔

(۲) اس حدیث کو موضوع ٹھہرانیکی غرض سے آپنے ایک حدیث کو وضع کیا اور اسمین صحابہ پر افترا کیا۔ اور طرفہ یہہ ہے کہ اس حدیث کو صحیح مسلم مین موجود بتایا۔ چنانچہ مباحثہ لودہانہ کی تحریر نمبر (۴) مین آپنے لکھا ہے کہ ایک اور حدیث مسلم مین ہے جسمین لکھا ہی کہ صحابہ کا اسپر اتفاق ہو گیا ہے کہ دجال معہود ابن صیّاد ہی ہے *

حالانکہ صحیح مسلم مین اس حدیث کا نام ونشان نہین جسمین اجماع صحابہ کا ذکر ہو یا اشارہ ہو۔ مباحثہ لودہانہ مین آپ سے اس حدیث اور اجماع کی سند پوچھی گئی تو آپنے حضرت ابو سعید خدری کے اس قول کی کہ ابن صیاد نے ان کے پاس شکایت کی کہ لوگ اسکو دجال موعود سمجھتے ہین۔ نشان دہی کی۔ جسمین نہ اس اجماع کا صریح ذکر پایا جاتا ہے نہ اسکی

طرف وہان کوئی اشارہ ہے صرف غیر معین لوگون کا ابن صیاد کو دجال کہنا مفہوم ہوتا ہے جسکے مقابلہ مین بہت صحابہ کا جن مین خود ابوسعید خدری داخل ہین ابن صیاد کو دجال موعود نہ سمجھنا بلکہ اور شخص کو دجال موعود سمجھنا اسی کتاب صحیح مسلم کی احادیث سے ثابت ہے۔

(۳) صحیح مسلم کی اس حدیث کو (جسمین حضرت مسیح کا دمشق کے قریب اُترنا بیان ہوا ہے) موضوع قرار دینے کی غرض سے آپنے ایک افترا بعض علماء امت پر کیا ازالہ کے صفحہ ۲۱۸ مین لکھا ہے کہ بعض علما کہتے ہین کہ حضرت مسیح نہ بیت المقدس مین اُتریگا اور نہ دمشق مین بلکہ وہ مسلمانون کے لشکر گاہ مین اُتریگا جہان حضرت مہدی ہونگے حالانکہ علماء اسلام سے ایسا کوئی معلوم نہین ہوا جسنے یہ بات کہی ہو کہ حضرت مسیح نہ بیت المقدس مین اُتریگا اور نہ دمشق مین بلکہ علماء اسلام نے اُن سبھی مقامات کو ایک مقام قرار دیا ہے اور یہہ کہا ہے حضرت مسیح بیت المقدس مین اُترین گے۔ ابن ماجہ کے حاشیہ مین بصفحہ ۳۰۶ —

> قال الحافظ ابن کثیر وقد ورد فی بعض الاحادیث ان عیسے علیہ السلام ینزل ببیت المقدس وفی روایۃ بالاردن وفی روایۃ بمعسکر المسلمین فاللہ اعلم قلت حدیث النزول ببیت المقدس عند المصنف وھو عندی ارجح ولا ینافی سائر الروایات لان بیت المقدس ھو شرقی دمشق وھو معسکر المسلمین اذ ذاک والاردن اسم الکورۃ کما فی الصحاح وبیت المقدس داخل لہ فاتفقت الروایات فان لم یکن فی بیت المقدس الان منارۃ بیضاء فلا بد ان تحدث قبل نزولہ حاشیہ ابن ماجہ ص ۳۰۶

جو دمشق کیجانب مشرق مین ہی وہین مسلمانون کا لشکر ہوگا۔ اور وہ اُردن ہی کے علاقہ مین ہوگا۔ اسی جگہہ خدا تعالے منارہ سفید بنادے گا۔

لودہانہ کے مباحثہ مین آپسے اس قول بعض علماء کا ثبوت طلب کیا گیا۔ تو آپنے ایسا جواب دیا جس سے آپکے اس افترا کا اور یقین ہوا ٭

(۴) اس حدیث صحیح مسلم اور دیگر احادیث نزول حضرت مسیح مین تحریف و تاویل کرنیکی غرض سے ایک افترا آپنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر یہہ کیا اور کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسحدیث کی نسبت جسمین دجال کو کعبہ کا طواف کرتے دیکہا اور اسمین اسکو ابن قطن کے مشابہہ کیا) صاف اور صریح طور پر فرمادیا ہی کہ یہہ میرا ایک مکاشفہ یا ایک خواب ہے (ازالہ صفحہ ۳۰۶) اور کہا ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صاف اور صریح طور پر فرماتے ہین کہ میرا یہہ ایک کشف یا خواب ہے۔ (ازالہ صفحہ ۳۰۷) اور کہا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اسبات کا اقرار فرماتے ہین کہ یہہ سب بیانات میرے مکاشفات مین سے ہین۔ (ازالہ صفحہ ۲۳۲) حالانکہ کسی حدیث مین آنحضرت سے یہ اقوال مروی نہین حدیث مین آنحضرت کا دجال کو طواف کرتے دیکہنا۔ اور ابن قطن سے تشبیہہ دینا مروی ہے اسکو تسلیم بہی کیا جائے کہ وہ ایک خواب یا کشف کا واقعہ ہے تو کوئی شخص (جسکو دین سے تعلق ہے اور کذب سے احتراز) اسکو آنحضرت کا قول اور صاف و صریح اقرار نہین ٹہرا سکتا۔

اس افترا سے آپکی غرض (جسکو آپنے ازالہ کے صفحہ ۲۳۲ مین ظاہر کیا ہے) یہہ ہے کہ اسی پر حدیث دمشقی وغیرہ قیاس کرین اور انکو بہی ایک خواب یا مکاشفہ قرار دیکر تعبیر اور تاویل کا محتاج بنادین اور اُنکے ظاہری معنی سے انکو پہیر سکین جو کمال جرأت و محض افترا ہے۔؂

(۵) ان احادیث نزول حضرت مسیح مین تحریف اور تاویل کی غرض سے آپنے اُسحدیث کے ترجمہ مین جسمین یہ بیان ہے کہ عنقریب ابن مریم حاکم عادل ہوکر نزول کرین گے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک سوال و جواب کا افترا کیا۔ اور ازالہ کے صفحہ ۳۰۱ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے تمہارا اسدن کیا حال ہوگا جسدن ابن مریم تم مین نازل ہوگا۔ اور تم جانتے ہو کہ ابن مریم کون ہے وہ تمہارا ہی امام ہوگا۔ اور تم ہی مین سے (اے امتی لوگو) پیدا ہوگا۔ اور ازالہ کے

؂ اسکی تفصیل مباحثہ لودہانہ کی حواشی مین ہے۔ ایڈیٹر

مین لفظ بل منہ آپ نے سوال و جواب مین از خود ملا کر وضع لفظ حدیث کا بھی ارتکاب کیا اور لکھدیا کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اسکو مسیح ابن مریم ہی سمجھو لیکن منہ امامکم منکم چلا نامہ اسحدیث کے کسی طریق مین آنحضرت سے یہ سوال و جواب منقول نہین ہے۔ اور نہ لفظ بل منہ اسحدیث مین آنحضرت ؐ سے مروی ہے اس سوال و جواب کے افترا سے آپکا مقصود یہ ہے کہ جو ظاہر حدیث سے مفہوم ہوتا ہے۔ کہ جب حضرت عیسی علیہ السلام آئینگے تو اُسوقت مسلمانون کا امام موجود ہوگا (جس سے عام اہل اسلام کے اعتقاد مین حضرت امام مہدی مراد ہین) اور وہ آپکے خیال اور دعوون کی جڑ کاٹ رہا ہے کیونکہ اسوقت امام مہدی موجود نہین تو آپ مسیح موعود کیونکر بن سکتے ہین۔ اسکا جواب ادا ہوا۔ یہ سوچکر آپنے چاہا کہ چلو امام مہدی بھی ہم خود ہی بن جائین۔ اور حدیث کے یہ معنے گھڑ لیئن کہ جو مسیح آئیگا وہی امام مہدی ہوگا۔ اور یہہ سوال و جواب بنایا۔ اور جواب مین لفظ ”بل ھو“ بڑھایا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کیا۔ مگر یہہ نہ سوچا کہ دوسری حدیث صحیح مسلم مین صاف آیا ہے کہ عیسی بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم اتر آئین گے تو اُن کا (یعنے مسلمانون کا) امیر (یعنے امام) اُنکو کہیگا کہ آپ آئین نماز پڑھائین و اس امام کو یہہ جواب دین گے نہین۔ امیر (یعنی امام) تم ہی مین سے ہونا چاہیئے۔ یہہ کہنا اس امت محمدیہ کے اعزاز و اکرام کے لئے ہوگا جو خدا کی طرف سے اسکو حاصل ہے۔

> عن جابر بن عبد الله يقول سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول لا تزال طائفة من أمتي يقاتلون على الحق ظاهرين الى يوم القيمة قال فينزل عيسى ابن مريم صلى الله عليه فيقول اميرهم تعال صل لنا فيقول لا ان بعضكم على بعض امراء تكرمة الله هذه الامة (صحيح مسلم ص۸۷ ج ۱)

اس قسم کی تاویلات و تحریفات اور رد نصوص و وضع احادیث و اقوال آپکی طریق عمل مین اور بکثرت پائی جاتی ہین اور آپکی تصنیفات کے صدہا صفحات مین موجود ہین ان چند امثلہ عقائد و مقالات و طریق عمل مرزا قادیانی کو عرض کر کے علمائے اسلام

سے یہہ سوال کیا جاتا ہے کہ آیا وہ ان عقاید ومقالات وطریق عملی مین اسلام خصوصا مذہب اہل سنت کا پابند وپیرو ہے یا اس سے خارج بشق اوّل علماے ربانی نصوص کتاب وسنت واقوال سلف امت اہل قرون ثلثہ اسکی تایید مین نقل کرین قرون ثلثہ کے مابعد کے علما یا صوفیون کے اقوال بلا دلیل کتاب اللہ وسنت معرض نقل مین نہ لادین وبشق ثانی وہ علماے ربانی یہ فرمائین کہ ان عقاید ومقالات اور طریق عملی خصوصًا اسکے دعوے نبوت واشاعت اکاذیب ووضع احادیث کاذبہ ورد احادیث صحیحہ وتحریف معانی نصوص کی نظر سے اسکو منجملہ اُن تیس دجالون کے جن کے خارج ہونیکی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے ایک دجال اور اسکے ان عقائد وخیالات وطریق عملی مین پیروان وہم مشربون کو ذریات دجال کہسکتے ہین یا نہین اور ایسے عقائد ومقالات وطریق عملی کے ساتھ کوئی شخص شرعًا وعقلا ولی اور ملہم ومحدث ومجدد ہوسکتا ہے یا نہین۔ بینوا توجروا +

الجواب

ان عقاید ومقالات اور اس طریق عملی مین مرزا قادیانی پابندی اسلام خصوصا مذہب اہل سنت سے خارج ہے کیونکہ عقاید ومقالات وطریق عملی اسلامی وسنی نہین بلکہ انمنجملہ بعض عقاید ومقالات یونانی فلاسفہ کے ہین۔ بعض ہندوؤن پیروان وید کے بعض نیچریون کے بعض نصارے کے بعض اہل بدعت وضلالت کے اور اسکا طریق عملی ملحدین باطنیہ* وغیرہ اہل ضلال کا طریق ہے۔ اور اسکے دعوے نبوت اور اشاعت اکاذیب

---

* باطنیہ ایک ملحد فرقہ کا نام ہے۔ جسکا ذکر صفحہ   مین آئیگا اس مقام مین ان کی تاویلات کی چند تمثیلات بیان کی جاتی ہین۔ جن سے ناظرین کو یقین ہو کہ مرزا غلام احمد

اور اس ملحدانہ طریق کی نظر سے یقیناً اسکو ان تیس دجالون مین سے جن کی خبر حدیث مین وارد ہے ایک دجال کہہ سکتے ہین اور اسکے پیروان وہم مشربون کو ذریات دجال- یہہ لوگ دجال ہون تو پہر احادیث نبویہ کا جن مین تیس دجالون کذابون کی خبر دیگئی ہے کوئی مصداق نہین ہوسکتا- اور اس اعتقاد و عمل کے ساتہہ کوئی شخص شرعًا و عقلاً ولی- و ملہم و محدث نہین ہوسکتا- اس عمل و اعتقاد کا شخص خدا کا ملہم و مخاطب ہو تو انبیا و ملہمین سابقین کا الہام بے اعتبار ہوجاتا ہے- اس اجمال کی تفصیل بطور تمثیل ذیل مین معروض ہے- **قادیانی کا کواکب** و سیارات و افلاک کے لئے نفوس و ارواح تجویز کرنا یونان کے فلاسفہ اشراقین و ہندوان پیروان وید کا مذہب ہے (چنانچہ قادیانی اس امر کا صفحہ (۳۳) **توضیح المرام** مین خود معترف ہوا ہے)- اسلام نے یہہ اعتقاد مسلمانون کو نہین سکہایا- اور قرآن و حدیث مین جو اسلام کے اصل اصول ہین اسکا کہین ذکر پایا نہین گیا- اور جو بعض متاخرین صوفیہ نے بتقلید فلاسفہ یا اپنے مشاہدہ و مکاشفہ سے ان ارواح کو تسلیم کیا ہے وہ مذہب اسلام نہین ہوسکتا- کیونکہ کتاب و سنت مین اس اعتقاد کا ثبوت پایا نہین جاتا- اور ان صوفیون نے خود بہی اس اعتقاد کو اعتقاد یا مذہب اسلام قرار نہین دیا- صرف اپنا مشاہدہ بیان کیا ہے- لہذا اُن صوفیون کا

اور اس کے اتباع کی تاویلات اسی قسم کی تاویلات ہین اور سب کا طریق ایک ہے ملاحدہ سبعیہ کا یہ مذہب ہے کہ **وضو** سے امام وقت کی دوستی مراد ہے- اور **زکوۃ** سے تزکیہ نفس- اور **کعبہ** سے ذات نبی علیہ السلام- اور **صفا مروہ** سے جناب امامین حسن حسین علیہما السلام- اور **احتلام** سے افشاے اسرار امام وقت- اور **غسل** سے امام وقت کے جناب مین دوبارہ عہد و بیعت کرنا- اور **جنت** سے جسم کو آسایش و آرام دینا- اور **دوزخ** سے تکلیفات اُٹہانا-

مکاشفہ سے وجدان ارواحون کو تسلیم کرنا اس اعتقاد کو داخل اسلام نہین بنا سکتا اور اگر کوئی ناواقف اس مذہب و اعتقاد کو جزو اسلام قرار دے تو وہ بحکم حدیث (من احدث فی امرنا ھذا ما لیس فیہ فھو ردٌ) یعنے جو شخص ہمارے دین مین وہ عمل یا اعتقاد از خود پیدا کرے جو بحکم قرآن و حدیث اُسمین سے نہو تو وہ لائق رد ہے قابل قبول نہین ہے۔ قادیانی کے اس خیال کا ابطال ان نصوص و اقوال سے بھی ہوگا جو اسکے اقوال آیندہ کے ابطال کے لئے پیش کئے جائین گے ؛

اور قادیانی کا **نفوس فلکیہ** و ارواح کواکب کو ملائکہ کہنا بھی اُن **فلاسفہ** کا احداث ہے جو فلسفہ کے ساتھہ اسلام کے قائل ہین اُنہون نے فلسفہ کو اسلام سے ملایا ہے اور تن زیب مین گاڑھے کا پیوند لگانا چاہا ہے۔ کتاب اللہ و سنت مین کہین اس مذہب کا ثبوت پایا نہین جاتا ؛

سے جسم کو آسائش و آرام دینا۔ اور **دوزخ** سے تکلیفات اٹھانا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اسیطرح **ملاحدہ** باطنیہ کی یہہ رائے ہے کہ روزہ۔ نماز۔ حج۔ زکوۃ۔ خلفائے ثلثہ کے من گھڑت احکام ہین اور روزہ رمضان خاص۔ بدعت عمری ہے۔ **ملاحدہ** منصوریہ **کہتے ہین کہ جنت** سے امام وقت اور دوزخ سے اس کے دشمن مراد ہین۔ جیسے ابوبکر و عُمر وغیرہ وغیرہ۔ **جناب شاہ عبدالعزیز دھلوی علیہ الرحمتہ** اپنے **تحفہ اثنا عشریہ** مین فرماتے ہین کہ مطیع باللہ عباسی کے عہد مین ان فرقون کو باین عقل و شعور نہایت غلبہ اور بکمال تسلط حاصل تھا۔ جسکے بعد انہون نے ایک عالم کو گمراہ کیا۔ دانشمندون کو ایک قسم کی عبرت حاصل ہونیکا مقام ہے۔

امام رازی نے تفسیر کبیر کے صفحہ ،، ۳ جلد ا مین ملائکہ کے متعلق لوگون کی مذاہب بیان کئے ہین تو اُن مین فلاسفہ کا یہ مذہب بیان کیا ہے کہ وہ ارواح کواکب ہین چنانچہ فرمایا ہے۔

ثانيهما قول الفلاسفة وهي انها جواهر قائمة بانفسها ليست بمتحيزة البتة وانها بالماهية مخالفة لانواع النفوس الناطقة البشرية وانها اكمل قوة منها واكثر علما منها وانها للنفوس البشرية جارية مجرى الشمس بالنسبة الى الاضواء ثم ان هذه الجواهر على قسمين منها ما هي بالنسبة الى اجرام الافلاك والكواكب كنفوسنا الناطقة بالنسبة الى ابداننا ومنها ما هي لا على شئ من تدبير الافلاك بل هي مستغرقة في معرفة الله ومحبته ومشتغلة بطاعته وهذا القسم من الملائكة هم المقربون ونسبتهم الى الملائكة الذين يدبرون السموات كنسبة اولئك المدبرين الى نفوسنا الناطقة فهذان القسمان قد اتفقت الفلاسفة على اثباتهما ومنهم من اثبت نوعا آخر من الملائكة وهي الملائكة

دوسرا فلاسفہ کا قول ہے کہ ملایکہ جواہر یعنے بذات خود قائم ہین۔ مگر وہ کسی حیز (مکان) مین جاگزین نہین ہوتے اور ان کی حقیقت انسانی نفوس کی حقیقت سے مخالف ہے وہ اُن سے قوی تر اور علم مین بڑھکر ہین۔ ان کو انسانی نفوس سے وہ نسبت ہے جو روشنی کو سورج سے نسبت ہے۔ پھر یہ جواہر دو قسم ہین۔ بعضے ایسے ہین جن کو افلاک و کواکب سے وہ نسبت ہے جو ہمارے نفوس ناطقہ کو ہمارے بدنون سے ہی اور بعض ایسے ہین جنکو اجسام فلکیہ کی تدبیر سے کوئی تعلق نہین ہے (یعنے وہ اس کے مدبّر نہین بلکہ وہ اللہ کی معرفت اور محبت مین مستغرق اور اس کے حکم بجا آوری مین مشغول ہین۔ اس قسم کے ملائکہ مقربین کہلاتے ہین انکو ملائکہ مدبرین اجسام فلکیہ سے وہ نسبت ہے جو ان مدبرین افلاک کو ہمارے

الارضية المدبرة لاحوال هذا العالم السفلى ثم ان المدبرات لهذا العالم ان كانت خيرة فهم الملائكة وانكانت شريرة فهم الشياطين (تفسير

نفوس ناطقہ سے نسبت ہے ان دونون قسمون کے ماننے پر فلاسفہ کا اتفاق ہے بعض فلاسفہ ایک اور قسم ملائکہ کو بھی مانتے ہین وہ زمین کے ملائکہ ہین جنکو عالم سفلی کی تدبیر سے تعلق ہے۔ پھر یہ (عالم سفلی کے مدبر) اگر اچھے ہین تو وہ ملائکہ کہلاتے ہین اور اگر بری ہین تو وہ شیاطین ہین"

اور قادیانی کا جملہ حوادث وکائنات عالم کو ستارون کی تاثیر سمجھنا بھی فلاسفہ اور نجومیون اور ہندوون اور مجوسیون اور ثنویہ اور بت پرستون کا مذہب ہے۔ ہندوان تابعین وید کا قائل تاثیر ہونا تو قادیانی نے خود توضیح مرام کے صفحہ (۳۳) مین بیان کیا ہے بت پرست اور مجوس وثنویہ کا قائل ہونا امام رازی کی تفسیر سے نقل کیا جاتا ہے۔ امام رازی تفسیر کبیر صفحہ ۳۷۰ مین فرماتے ہین۔

وثانيها قول طوائف من عبدة الاوثان وهو ان الملائكة هى الحقيقة فى هذه الكواكب الموصوفة بالاسعاد والانحاس فانها بزعمهم احياء ناطقة وان المسعدات منها ملائكة الرحمة والمنحسات ملائكة العذاب وثالثها قول معظم المجوس والثنوية وهو ان هذا العالم مركب من اصلين ازليين وهما النور والظلمة وهما فى الحقيقة جوهران شفافان مختاران قادران متضادا الجنس والصورة مختلفا

دوسرا قول کئی بت پرست جماعتون کا ہے وہ یہ کہ ملائکہ درحقیقت یہ ستارے ہین جو سعد اور نحس کہلاتے ہین۔ اُنکے اعتقاد مین یہ ستارے زندہ ہین۔ اور گویا ہین اور اُن مین جو سعد (نیک) ہین وہ رحمت کے ملائکہ کہلاتے ہین۔ اور جو نحس ہین وہ عذاب کے فرشتے تیسرا قول اکثر مجوس اور ثنویہ کا ہے (جو عالم کے دو خالق مانتے ہین۔) وہ کہتے ہین عالم درحقیقت دو اصول (مادہ) سے مرکب ہے جو ہمیشہ سے چلے آتے ہین۔ ان مین

الفعل والتدبير فجوهر النور فاضل خير نقي طيب الريح كريم النفس يسُر ولا يضر وينفع ولا يمنع ويحيي ولا يبلي وجوهر الظلمة على ضد ذلك ثم ان جوهر النور لم يزل يولد الاولياء وهم الملائكة لا على سبيل التناكح بل على سبيل تولد الحكمة من الحكيم والضوء من المضيء وجوهر الظلمة لم يزل يولد الاعداء وهم الشياطين على سبيل تولد السفه من السفيه لا على سبيل التناكح۔ تفسیر کبیر ص ۳۷۷ جلد ۱

ایک نور ہے دوسرا اندھیرا اور وہ حقیقت میں جوہر شفاف ہیں خود مختار قادر جنس و صورت میں باہم مختلف فعل و تدبیر میں جداگانہ۔ سو نور کا جوہر بہتر اور ستھرا اور سخی ہے خوش کرتا ہے ضرر نہیں پہنچاتا۔ نفع دیتا ہے فائدہ کو نہیں روکتا زندہ کرتا ہے مارتا اور بوسیدہ نہیں کرتا۔ اندھیریکا جوہر اسکے مخالف ہے پھر نور کے جوہر سے ہمیشہ دوست پیدا ہوتے ہیں جیسے حکیم سے حکمت پیدا ہوتی ہے اور روشن چیز سے روشنی اور وہ ملائکہ کہلاتے ہیں اور اندھیرے کے جوہر سے دشمن پیدا ہوتے ہیں جیسے احمق سے حماقت پیدا ہوتی ہے اور وہ شیاطین کہلاتے ہیں۔

قادیانی نے بڑی جرئت کی ہے کہ ان باتوں کو قرآن سے ثابت بتایا ہے اس جرئت میں قادیانی نے خدا پر افترا کیا ہے کسی آیہ قرآن میں یہ ارشاد نہیں ہوا کہ کواکب و سیارات کے لئے ارواح ہیں اور وہی کائنات الارض کے وجود میں مؤثر ہیں اور وہی ملائکہ ہیں جو انبیاء وغیرہ ہمہین کی روحانی تربیت کر رہے ہیں اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں یہ ارشاد فرمایا ہے۔ اور اعتقاد تاثیر کواکب کو تو قرآن شریف نے اشارۃ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحۃً ناشکری و کفر قرار دیا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے کہ کیا تمہاری یہی شکر گذاری ہے کہ تم خدا کو جھٹلاتے ہو جو بارش ہوتی ہے تو یہ کہتے ہو

اتجعلون رزقكم انكم تكذبون (الواقعہ ع)

کہ فلان ستارہ کی تاثیر سے ہوئی ہے۔

صحیحین مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوہریرۃؓ نے روایت کیا ہے کہ بمقام حدیبیہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کے بعد صبح کی نماز پڑھائی تو اصحاب کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ آیا تم جانتے ہو کہ خدا تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے۔ اصحاب بولے کہ اللہ اور اللہ کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپنے فرمایا کہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ میرے بندون مین کوئی مجھپر ایمان لاتا ہے اور کوئی کافر ہوتا ہے سو جو یہ کہے کہ ہمپر خدا کے فضل ورحمت سے بارش ہوتی ہے تو وہ مجھپر ایمان لانے والا ہے اور ستارون سے منکر اور جو یہ کہے کہ فلان ستارہ کے فلان مقام پر پہنچنے کے سبب بارش ہوئی ہے تو وہ ستارون پر ایمان لاتا ہے اور مجھ سے کافر ہے۔

> عن زید بن خالد الجهنی انه صلی لنا رسول الله صلی الله علیه وسلم صلوة الصبح بالحدیبیة علی اثر سماء کانت من اللیلة فلما انصرف النبی صلی الله علیه وسلم اقبل علی الناس فقال هل تدرون ماذا قال ربکم قالوا الله ورسوله اعلم قال قال اصبح من عبادی مومن بی وکافر فاما من قال مطرنا بفضل الله ورحمته فذلک مومن بی وکافر بالکوکب واما من قال بنوء کذا وکذا فذلک کافر بی ومومن بالکوکب (بخاری ص۱۴۱ ومسلم ص۵۹)

صحیح مسلم کی ایک حدیث مین حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین بارش ہوئی۔ تو آپنے فرمایا خدا تعالے فرماتا ہے میرے بندون سے کوئی شاکر ہے کوئی کافر شاکر کہتے ہین یہ بارش خدا کی رحمت ہے، بعض کافر کہتے ہین فلان فلان ستارہ کا

> عن ابن عباس قال مطر الناس علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال النبی صلی الله علیه وسلم اصبح من الناس شاکر ومنهم کافر قالوا هذه رحمة الله وقال بعضهم لقد صدق نوء کذا وکذا قال

قال فنزلت هذه الآية فلا اقسم بمواقع النجوم حتى بلغ وتجعلون رزقكم انكم تكذبون (مسلم ص۵۹)

غروب سچا نکلا جو بارش ہوئی اسپر آیت اتری جو بصفحہ ۱۴۵ منقول ہوئی۔

امام نووی شرح مسلم کے صفحہ ۵۹ مین فرماتے ہین کہ جو یہ کہے کہ فلان ستارہ کے سبب بارش ہوئی اوس کے کفر کی تفسیر مین علما کے دو قول ہین اول یہ کہ یہ خدا کے ساتھ کفر ہے ایمان کو دور کرنے والا اسلام کے دائرہ سے نکالنے والا یہ قول اوس شخص کے حق مین ہے جو اعتقاد رکھے کہ ستارہ بارش کا فاعل اور مدبر ہے اس کی تاثیر سے بارش ہوتی ہے۔ جیسا کہ جاہلیت مین خیال کیا جاتا تھا دوسرا قول یہ کہ اس سے کفران نعمت یعنی (ناشکری) مراد ہے یہ قول اوس شخص کے حق مین ہے جو ستارہ کو

اما معنى الحديث فاختلف العلماء فی كفر من قال مطرنا بنوء كذا على قولين احدهما هو كفر بالله تعالى سالب لاصل الايمان مخرج من ملة الاسلام قالوا وهذا فی من قال ذلك معتقدا ان الكواكب فاعل منشئ للمطر كما كان بعض اهل الجاهلية يزعم ومن اعتقد هذا فلا شك فی كفره وهذا القول الذی ذهب اليه جماهير العلماء والشافعی منهم وهو ظاهر الحديث قالوا وعلى هذا لو قال مطرنا بنوء كذا معتقدا انه من الله وبرحمته وان النوء ميقات له وعلامة اعتبارا بالعادة فكانه قال مطرنا فی وقت كذا فهذا لا يكفر واختلفوا فی كراهته والاظهر كراهته لكنها كراهة تنزيه وسبب الكراهة انها كلمة مترددة بين الكفر وغيره فيساء الظن بصاحبها ولانها شعار الجاهلية ومن سلك مسلكهم والقول الثانی فی اصل تاويل الحديث ان المراد كفر نعمة الله تعالى لاقتصاره على اضافة الغيث الى الكواكب وهذا فيمن لا يعتقد تدبير الكواكب۔ (شرح مسلم ص۵۹)

مدبر و مؤثر نہ سمجھے یعنے صرف علامت ظہور تاثیر خداوندی خیال کرے۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری مین ہے کہ ایام جاہلیت مین یہ اعتقاد تہا۔ کہ بارش ستارون کے فعل سے یا اونکی (مقررہ) علامت سے ہوتی ہے۔ سو شارع نے اون دونو خیالون کو باطل کیا اور کفر ٹہرایا سو اگر یہ اعتقاد ہو کہ فعل ستارہ کا اسمین دخل ہے تو یہ مشرکانہ کفر ہے اور اگر صرف یہ اعتقاد ہو کہ تجربہ کے رو سے ہے تو یہ شرک نہین مگر اسکو کفر بمعنے ناشکری کہہ سکتے ہین۔

> وکانوا فی الجاهلیة یظنون ان نزول الغیث بواسطة النوء اما بصنعه علی زعمهم واما بعلامته فابطل الشرع قولهم وجعله کفرا فان اعتقد قائل ذلک ان النوء صنعا فی ذلک فکفره کفر تشریک وان اعتقد ان ذلک من قبیل التجربة فلیس بشرک لکن یجوز اطلاق الکفر علیه وارادة کفر النعمة لانه لم یقع فی شیء من طرق الحدیث بین الکفر والشکر واسطة فیحمل الکفر فیه علی المعنیین لتناول الامرین۔
>
> (فتح الباری ص ۴۳۲ ج ۲)

ان احادیث سی یہ شہادت اقوال علماء صاف ثابت ہے کہ ستارون کو بارش مین موثر وسبب وجود سمجھنے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفر قرار دیا ہے۔ اسکو کفر ملت سمجہین خواہ کفر نعمت اب اور حوادث وکائنات مین تاثیر نجوم کے اعتقاد کا کفر ہونا ثابت کیا جاتا ہے۔

ایک حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے علم نجوم سے کچھ حاصل کیا اوس نے سحر کا ایک شعبہ حاصل کیا جسقدر اوسمین زیادتی کریگا سحر مین زیادتی کریگا۔

> عن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من اقتبس علما من النجوم اقتبس شعبة من السحر زاد ما زاد رواه ابو داؤد واحمد وابن ماجة (مشکوٰة ص ۳۸۵)

سـ۵ اسکی وجہ یہ ہے کہ اپنی تجربہ کو لازم وواجب الاثر سمجھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

عن ابن عباسؓ قال قال رسول الله صلے الله علیہ وسلم من اقتبس بابًا من علم النجوم لغیر ماذکر الله فقد اقتبس شعبة من السحر المنجم کاهن والکاهن ساحر والساحر کافر رواہ رذین (مشکوٰة ص ۳۸۶)

ایک حدیث مین آپ نے فرمایا کہ جس نے علم نجوم کا کوئی باب (حصہ) حاصل کیا یعنے اوسکی تاثیرات وفوائد کا علم سیکھا بجز ان فوائد کے جو خدا تعالےٰ نے بیان کئے ہین (چنانچہ قتادہ کی روایت مین انکی تفسیر عنقریب آتی ہے) اس نے سحر کا ایک شعبہ حاصل کیا اور نجومی (اس علم کو حاصل کرنیوالا اور اسکا معتقد) کاہن ہے اور کاہن ساحر ہے اور ساحر کافر ہے

حضرت **شاہ ولی اللہ** صاحب محدث دہلوی نے کتاب حجۃ اللہ البالغہ

واما الانواء والنجوم فلا یبعد ان یکون لهما حقیقة ما فان الشرع انما اتی بالنهی عن الاشتغال بها لا نفی الحقیقة البتة وانما توارث السلف الصالح ترك الاشتغال به وذم المشتغلین وعدم القول بتلك التاثیرات لا القول بالعدم اصلا + + ولكن الناس جمیعا توغلوا فی هذا العلم توغلا شدیدا حتی صار مظنة لكفر الله وعدم الایمان به فقضی ان لا یقول صاحب توغل هذا العلم مطرنا بفضل الله ورحمته من صمیم قلبه بل یقول مطرنا بنوء كذا او كذا فیكون صادا عن تحققه بالایمان الذی هو الاصل فی النجاة واما النجوم فانه لا یضر جهله لان الله مدبر للعالم علی حسب حکمته علمه احد او لم یعلم فلذلك وجب فی الملة ان یخمل ذکره وینهی من تعلمه

مین حقیقت نجوم کو ممکن تسلیم کرنے اور اونکی تاثیرات کو غیر مستبعد ماننے کے ساتھ یہ فرمایا ہے کہ اس علم نجوم سے شغل ترک کرنا اور اس شغل والے کو برا سمجھنا اور نجوم کی تاثیرات کا قائل ومعتقد نہونا سلف صالحین سے متوارث چلا آتا ہے اور اس علم مین توغل مظنہ کفر ہے اور پیغمبر صاحبِ ملت کا یہ فرض تھا کہ اسکے ذکر کو مٹاوے اور

ويجهر بان من اقتبس علما من النجوم اقتبس شعبة من السحر زاد ما زاد ومثل ذلك مثل التورية والانجيل شدد النبي صلى الله عليه وسلم على من اراد ان ينظر فيهما لكونهما محرفة و مظنة لعدم الانقياد للقران العظيم ولذلك نضوا عنه هذا ما ادى اليه رائنا وتفحصنا فان ثبت من السنة ما يدل على خلاف ذلك فالامر على حاق السنة

حجة الله البالغة صـ ۳۷

اسکے سیکھنے سے لوگون کو روکدے اور پکار کر کہہ دے کہ جو شخص اس علم سے کچھ حاصل کرتا ہے وہ سحر کا ایک شعبہ حاصل کرتا ہے شاہ صاحب کا کلام اس باب مین ایک نص قطعی ہے کہ شریعت اور اسلام مین نجوم کی تاثیرات کے اعتقاد سے منع کیا گیا ہے گو نفس الامر مین خدا تعالی نے ان مین تاثیرات رکہی ہون اور وہ واقعی و ممکن وغیرہ مستبعد ہون۔

آور **صحیح بخاری** مین حکم نجوم کے بیان مین ایک باب منعقد کرکے اسمین قتادہ سے نقل کیا کہہ ستارے تین (فوائد) کے لئے پیدا کئے گئے ہین (۱) خدا تعالے نے انکو آسمانون کے لئے زینت بنایا ہے (۲) انسے شیاطین کو جو آسمانون پر احکام سُننے کو چڑہتے مین۔ مارا جاتا ہی (۳) وہ علامات ہین (جنکے سمت سے جنگلون اور دریا یون مین راستہ پہچانا جاتا ہے) پہر جو شخص ان ستارون سے اور اغراض و فوائد کا ہونا بیان کرے تو وہ خطاکار ہے اور اپنا حصہ (فہم قرآن سے) ضائع کرتا ہے

باب في النجوم وقال قتادة لقد زينا السماء الدنيا بمصابيح خلق هذه النجوم لثلث جعلها زينة للسماء ورجوما للشياطين وعلامات يهتدى بها فمن تاول فيها بغير ذلك اخطا واضاع نصيبه وتكلف ما لا علم له به بخاری صـ ۴۵۴ وفي رواية رزين تكلف ما لا يعنيه وما لا علم له به وما عجز عن علمه الانبياء والملائكة وعن الربيع مثله وزاد والله ما جعل الله في نجم حيوة احد ولا رزقه ولا موته وانما يفترون على الله الكذب ويتعللون بالنجوم (مشكوة صـ ۳۲۰

وصلہ عبد بن حمید من طریق شیبان عنہ وزاد فی آخرہ وان ناسا جہلۃ بامر اللہ قد احدثوا فی ہذہ النجوم کہانۃ من غرس بنجم کذا کان کذا ومن سافر بنجم کذا کان کذا ولعمری ما من النجوم نجم الا ویولد بہ الطویل والقصیر والاحمر والابیض والحسن والدمیم وما علم ہذہ النجوم وہذہ الدابۃ وہذا الطائر بشی من ہذا الغیب انتہی۔ وبہذہ الزیادۃ تظہر مناسبۃ ایراد المصنف ما اوردہ من تفسیر الاشیاء التی ذکرہا من القران وان کان ذکر بعضہا وقع استطرادا واللہ اعلم قال الداؤدی قول قتادۃ فی النجوم حسن الا قولہ اخطأ واضاع نصیبہ فانہ قصر فی ذلک بل قائل ذلک کافر انتہی ولم یتعین الکفر فی حق من قال ذلک وانما یکفر من نسب الاختراع الیہا واما من جعلہا علامۃ علی حدوث امر فلا انتہی من فتح الباری ص۲۱۱ ح ۶

اما اس علم کے لیے تکلف کرتا ہے جسکا علم اسکے لیے ممکن نہیں زرین کی روایت مین یہ بھی ہے کہ وہ شخص اس امر کے ماننے کے لیے تکلف کرتا ہے جسکے جاننے سے انبیاء و ملائکہ بھی عاجز ہین ایسا ہی ربیع بن زیاد سے زرین نے نقل کیا ہے انتہے اسپر یہ بھی بڑہایا ہے کہ بیشک خدا تعالی نے کسی ستارہ کو نہ کسی کی زندگانی کا سبب بنایا ہے نہ موت کا نہ رزق کا نجومی جھوٹ بولتے ہین کہ وہ ستارون کو علل (اسباب مؤثرہ) بناتے ہین فتح الباری مین کہا ہے کہ اس قول قتادہ کی سند عبد بن حمید نے بیان کی ہے اور اسکے آخر مین یہ بڑہا دیا ہے کہ خدا کے حکم یا شان سے جاہل لوگون نے ستارون مین یہ باتین از خود نکالی ہین کہ فلان ستارہ کے وقت درخت لگا دے تو یہ ہوگا۔ فلان ستارے کے وقت سفر کرے تو ایسا ہوگا۔ اور ہر ایک ستارہ کی تاثیر سے کوئی دراز قامت پیدا ہوتا ہے۔ کوئی پست قامت کوئی سرخ کوئی سفید۔ کوئی خوب صورت کوئی کوئی بد صورت۔ اور

ستارون اور چوپایون اور جانورون کے یہ علوم علم غیب سے نہین ہے۔ داؤدی نے کہا ہے قتادہ کا یہ قول اچھا ہے۔ مگر اس اعتقاد و قول جاہلیت کو صرف خطا کہنا اُسکی کوتاہی ہے ایسے اعتقاد والا شخص کافر ہے (صاحب فتح الباری کہتے ہین) صرف اسی کہنے پر کفر کا حکم نہین ہوسکتا کافر اُسی کو کہا جاتا ہے جو ستارون کو مخترع (یعنے موجد و موثر کہے) اور جو یہ سمجھے کہ یہ ستارے زمین مین خدای تعالے کی قدرت و تاثیرات کے ظاہر ہونے کی علامات ہین تو وہ کافر نہین ہے ۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ پرانے فلسفی اور قادیانی اُن کواکب کو صرف علامات نہین سمجھتے بلکہ اُنکو موثر جانتے ہین اور اُنکی تاثیرات کے قائل ہین لہذا اُنکا اعتقاد وہی اعتقاد ہے جسکو عبارات مذکورہ مین حقیقی کفر کہا گیا ہے ۔

اور اگر کوئی کہے کہ مرزا قادیانی تو مدعی اسلام ہے وہ خدای تعالے کو عالم کا خالق و موجد جانتا ہے ستارون کا خالق و موجد بھی خدا تعالی ہی کو سمجھتا ہے لہذا اُسکا ستارون کی تاثیر کا قائل ہونا یہ معنے رکھتا ہے کہ یہ تاثیر ستارون کو خدا تعالے نے عطا فرمای ہے پھر اُنکی تاثیر کا اعتقاد کفر کیونکر ہوا تو اسکے جواب مین کہا جائیگا کہ پرانے فلسفی اور نجومی بھی یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ ستارون کا خالق خدا تعالے ہے اور اُسی نے ستارون مین یہ تاثیرات پیدا کردی ہین ایسا کوئی فلسفی یا نجومی (بجز دہریہ کے) نہین جو ستارون کو خدا کا مخلوق نہ سمجھتا ہو یا اُنکی تاثیر کو خدا کی مخلوق نہ جانتا ہو با این ہمہ وہ اس تاثیر کے اعتقاد کے سبب کافر سمجھے گئے ہین تو قادیانی کو کیونکر نہ سمجھا جاوے ۔

اس اعتقادِ تاثیر کو باوجود اس اعتراف کے کہ وہ تاثیر خدا کی طرف سے اور اسکی مخلوق ہے کفر ٹھیرانے کی عقلی وجہ اور اسکا سِرّ یہ ہے کہ جو لوگ اس تاثیر کے قائل ہین وہ یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ یہ تاثیر ستارون کے لیے ایسی لازمی ہے کہ اس تاثیر کا ستارون سے جدا ہونا محال ہے خدا تعالے نے اس تاثیر کو پیدا تو کردیا مگر وہ اب اس تاثیر کے معدوم کرنے پر قادر

نہین رہا اور اپنے مقررہ قانون کو وہ معزول بادشاہ کی مانند بدل نہین سکتا اس امر کا فلاسفہ صرف تاثیرات نجوم کی نسبت اعتقاد رکھتے ہین بلکہ جملہ اسباب و مسببات عالم کی نسبت وہ یہی اعتقاد رکھتے ہین اور اسباب و مسببات مین تلازم کو وہ واجب اور عدم تلازم کو محال جانتے ہین اور اسکو قانون قدرت (یا انگریزی والے لاز آف نیچر) کہتے ہین اور اسکی تبدیل و تغییر سے خداتعالے کو عاجز و غیر قادر جانتے ہین۔ اور اُسکے کفر ہونے مین اہل اسلام کو کیا شک ہے۔

اہل اسلام خداتعالی کو فاعل با اختیار و متصرف و مدبر عالم جانتے ہین اور یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ جو آثار اسباب عالم سے ظاہر ہوتے ہین وہ خدا ہی کی تاثیر سے ہین اور اُسی کی قدرت و اختیار مین ہین وہ چاہتا ہے تو اُنسے اُن آثار کا ظہور ہوتا ہے۔ اور اگر وہ چاہتا ہے تو اُنسے اُن آثار کا عکس ظاہر کرتا ہے۔ وہ پانی سے آگ کا کام لیتا ہے اور آگ سے پانی کا کام **الغرض** اہل اسلام کے نزدیک مؤثر خداتعالے ہے اسباب عالم اسکی تاثیر کے ظہور کے محل ہین۔

اس بیان سے ثابت ہوا کہ تاثیرات نجوم جسکے قرآن سے ثابت ہونیکا قادیانی مدعی ہے قرآن سے ثابت نہین بلکہ قرآن اور حدیث اور علماء اسلام نے اسکو کفر قرار دیا ہے کفر حقیقی ملت سے خارج کرنے والا ہو خواہ کفران نعمت۔ اور اعتقاد تاثیر صرف فلاسفہ اور نجومیون اور ہندؤنکا مذہب ہے اور قادیانی اس اعتقاد مین انہین کا پیرو اور مقلد ہے نہ پیرو اسلام۔ اور قادیانی کا **حضرت جبرئیل و ملک الموت** کے زمین پر آنے کو محال جاننا بھی اسی فلسفیون اور نیچریون کے اصول پر مبنی ہے جسکا کفر ہونا ابھی بیان ہوا ہے۔ اور جبرئیل وغیرہ ملائکہ کے صور محسوسہ کو جو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام دیکھتے اُنکی خیالی صورت اور عکسی تصویر قرار دینا بھی بعینہ نیچریون کی تجویز ہے جو سر سید احمد خانصاحب کی تفسیر مین بیان[1] ہوئی

[illegible]

---

[1] دیکھو تفسیر ص [illegible] وغیرہ جلد ا و جلد ۲ کا مقام رویت مریم علیہ السلام کا صورت جبریل کو۔

علماے اسلام کے نزدیک احادیث نزول و رویت جبریل مین یہ تاویل کرنا معانی نصوص مین تحریف کرنا ہے جو ملحدین باطنیہ کا شیوہ ہے ۔

شرح عقائد نسفی بصفحہ ۱۱۹ مین لکھا ہے ۔ قرآن وحدیث کے نصوص (یعنی صاف عبارتون) سے انکے ظاہری معانی مراد لیے جائینگے جبتک کوئی قطعی دلیل اُن معانی سے نہ پھیرے ۔ اوران ظاہری معانی سے ایسے معانی کی طرف عدول کرنا جسکے اہل باطن مدعی ہین اسلام سے عدول کرنا اور ملحد بننا ہے ۔ باطنیہ ملحد لوگ ہین انکو باطنیہ اسلیے کہا جاتا ہے کہ وہ عبارات واضح قرآن کی نسبت یہ دعوی کرتے ہین کہ اُنکے ظاہری معنے مراد نہین بلکہ باطنی[1] معنے مراد ہین جنکو انکا معلم سکھلاتا ہے ۔ اُنکا مقصود اس اصول سے یہ ہے کہ احکام شریعت باطل وبیکار ہو جائین ۔ اس امر کو کفر والحاد اسلیے کہا گیا ہے کہ اسمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام وارشادات کی جو بطور بداہت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہین تکذیب پائی جاتی ہے ۔

والنصوص من الكتاب والسنة تحمل على ظواهرها ما لم يصرف عنها دليل قطعي والعدول عنها اى عن الظواهر الى معان يدعيها اهل الباطن وهم الملاحدة وسموا الباطنية لادعائهم ان النصوص ليست علے ظواهرها بل لها معان باطنية لا يعرفها الا المعلم وقصدهم بذلك نفي الشريعة بالكلية الحاد اى ميل وعدول عن الاسلام واتصال والتصاق بالكفر لكونه تكذيبا للنبي عليه السلام فيما علم مجيئه به بالضرورة واما ما ذهب اليه بعض المحققين من ان النصوص مصروفة علے ظواهرها ومع ذلك فيها اشارات خفية الى دقائق تنكشف على ارباب السلوك يمكن التطبيق بينها وبين الظواهر المرادة فهو من كمال الايمان ومحض العرفان

---

[1] اسکی مثالین ص ۱۳ وغیرہ مین گذر چکی ہین ۔

ہان جو بعض اہل تحقیق قائل ہین کہ نصوص قرآن اور حدیث کے ظاہری معانی تو مراد ہین ہی اور باوجود اسکے ان نصوص مین بعض مخفی اشارات بھی پائے جاتے ہین اور وہ اہل سلوک پر کہلتے ہین اور وہ معانی ظاہری معانی سے مطابق ہو سکتے ہین سو کمال ایمان اور عرفان کی بات ہے ۔

ایسا ہی **شرح فقہ اکبر** وغیرہ کتب عقائد مین ہے ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ قادیانی اور انکے حواریون کی تاویلات اس قسم سے نہین ہین کہ وہ معانی ظاہریہ کو بہی تسلیم کرتے ہون وسعہذا اسکے اسرار و معانی لطیفہ بیان کرتے ہون وہ تو معانی ظاہری کی نفی کرتے ہین اور صاف کہہ چکے کہ نزول جبرئیل سے حقیقۃ نزول مراد نہین ہے اور جبرئیل کا اپنے ہیڈ کوار ٹر آفتاب سے جدا ہوتا نظام شمسی مین فساد پیدا کرتا ہے ۔ اور ملک الموت کا بذات خود زمین پر آنا ناممکن ہے و علے ہذا القیاس

انہین اصول مسلمہ اہل اسلام کی شہادت سے قادیانی اور انکے گروہ کی وہ تاویلات جو درباب نزول حضرت مسیح و معجزات مسیح و خروج دجال و یاجوج و ماجوج و لیلۃ القدر و سجود آدم وغیرہ مین وہ کرتے ہین نصوص کی تحریف و الحاد ہے ۔

اور ان سب امور کو اہل اسلام انہین معانی سے تسلیم کرتے ہین جو انکے ظاہری معانی ہین

امام نووی شرح مسلم مین بصفحہ ۴۰۳ جلد ثانی فرماتے ہین کہ حضرت علیہ ع کا نازل ہونا

قال القاضی رحمہ اللہ تعالی نزول عیسے	اور دجال کو قتل کرنا اہل سنت کے
علیہ السلام وقتلہ الدجال حق وصحیح	نزدیک حق اور صحیح ہے ۔ کیونکہ احادیث
عند اہل السنۃ للاحادیث الصحیحۃ فی	صیحہ اس باب مین موجود ہین اور عقل و
ذلک ولیس فی العقل ولا فی الشرع ما	شرع مین ایسی کوئی دلیل وارد نہین ہے
یبطلہ فوجب اثباتہ وانکر ذلک بعض المعتزلۃ	جو اس نزول کو باطل کرے ۔ لہذا اسکا
والجہمیۃ ومن وافقہم وزعموا ان ہذہ	ثابت رکہنا (یعنے تسلیم کرنا) واجب ہے

الاحادیث مردودة بقوله تعالی وخاتم النبیین وبقوله صلی الله علیه وسلم لانبی بعدی وباجماع المسلمین انه لانبی بعد نبینا صلی الله علیه وسلم وان شریعته مؤبدة الی یوم القیمة لاتنسخ وهذا استدلال فاسد لانه لیس المراد بنزول عیسی علیه السلام انه ینزل نبیا بشرع ینسخ شرعنا ولا فی هذه الاحادیث ولا فی غیرها شئ من هذا بل صحت هذه الاحادیث هنا وما سبق فی کتاب الایمان وغیرها انه ینزل حکما مقسطا یحکم بشرعنا ویحیی من امور شرعنا ما هجره الناس انتهی (شرح نووی صـ۴۰۳ ج ۲)

معتزلہ اور بعض جہمیہ اور انکے ہم مشرب اسکے منکر ہین انکا یہ خیال ہے کہ وہ احادیث جنمین نزول مسیح کا ذکر ہے اس آیت کے مخالف ہین جنمین آنحضرت ؐ کو نبیونکا خاتم کہا گیا ہے اور اس قول نبوی کی مخالف ہین کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور مسلمانون کے اس اجماع کی کہ آنحضرت ؐ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور آپ کی شریعت قیامت تک منسوخ نہ ہوگی مگر انکا ان دلائل سے استدلال ایک فاسد استدلال ہے کسی حدیث مین یہ نہین آیا کہ حضرت عیسے ؑ ایسے نبی ہوکر آئینگے جو آنحضرت ؐ کی شریعت کو منسوخ کرینگے یہہ بات نہ ان احادیث نزول مین ہے نہ اور کسی حدیث مین بلکہ کتاب الایمان مین گذر چکا ہے کہ وہ حاکم عادل ہوکر آئینگے ہماری ہی شریعت پر عمل کرینگے اور اس شریعت کے ان امور کو زندہ کرینگے جنکو لوگون نے چھوڑ رکھا ہوگا‘‘

اور اسکے جلد اول مین بصفحہ ۸۰ لکھا ہے ٹہیک بات وہی ہے جو ہم پہلے بیان کر چکے ہین کہ حضرت عیسے ؑ بجز اسلام کچھہ (جزیہ وغیرہ) قبول نہ کرینگے اسپر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ ہماری آج کے دن کی شریعت کے مخالف ہے کیونکہ اسوقت کتابی سے جزیہ قبول کرنا واجب ہے

والصواب ما قدمناه وهو انه لا یقبل الا الاسلام فعلی هذا قد یقال هذا خلاف ما هو حکم الشرع الیوم فان الکتابی اذا بذل الجزیة وجب قبولها ولم یجز قتله ولا اکراهه علی الاسلام وجوابه ان هذا الحکم لیس مستمرا

الی یوم القیمة بل هو مقید بما قبل نزول عیسی ع وقد اخبر النبی صلی الله علیه وسلم فی هذه الاحادیث الصحیحة بنسخه ولیس عیسی علیه السلام هو الناسخ بل نبینا صلی الله علیه وآله وسلم هو المبین للنسخ فان عیسی علیه السلام یحکم بشرعنا فدل علی ان الامتناع من قبول الجزیة فی ذلک الوقت هو شرع نبینا محمد صلی الله علیه وسلم (شرح مسلم)

اور اسکو قتل کرنا یا اسلام پر مجبور کرنا جائز نہین ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حکم قیامت تک نہ رہے گا۔ بلکہ وہ قیامت سے پہلے حضرت عیسے علیہ السلام کے نزول سے پہلے زمانہ تک رہیگا۔ اس حکم کا بوقت نزول مسیح منسوخ ہو جانا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان احادیث سے ظاہر کردیا ہے تو اس حکم کے ناسخ حضرت عیسےؑ نہ ٹھیرے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناسخ ہوئے حضرت عیسےؑ اسوقت اس حکم کے نسخ کے مبین ہونگے وہ آنحضرتؐ کے اس حکم سے جزیہ موقوف کرینگے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اسوقت جزیہ نہ قبول کرنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوگا۔ نہ حضرت عیسے علیہ السلام کے حکم سے۔

اور اسکے جلد دوم کے صـ۳۹۹ مین فرمایا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ہے ان احادیث

قال القاضی هذه الاحادیث التی ذکرها مسلم وغیره فی قصة الدجال حجة لمذهب اهل الحق فی صحة وجوده وانه شخص بعینه ابتلی الله به عباده واقدره علی اشیاء من مقدورات الله تعالی من احیاء الموتی الذی یقتله ومن ظهور زهرة الدنیا والخصب معه وجنته وناره ونهریه واتباع کنوز الارض له وامره السماء ان تمطر فتمطر والارض ان تنبت فتنبت فیقع کل ذلک بقدرة الله تعالی ومشیته ثم یعجزه الله تعالی

مین جنکو مسلم نے قصہ دجال مین ذکر کیا ہے اہل حق کے مذہب کی دلیل پائی جاتی ہے کہ دجال کا ہونا صحیح ہے۔ اور وہ ایک ایسا شخص ہے جس کے ذریعہ سے خدائے تعالے مسلمانون کا امتحان کرے گا۔ اور اُس کو ایسی چیزون پر قدرت دے گا جو خدا کی قدرت مین داخل ہین جیسے مردہ کو (جسکو وہ مارے گا) زندہ کرنا اور دنیا کی زینت

بعد ذلک فلا یقدر علی قتل ذلک الرجل ولا غیرہ ویبطل امرہ ویقتلہ عیسی علیہ السلام و یثبت اللہ الذین امنوا ھذا مذھب اھل السنة وجمیع المحدثین والفقہاء والنظار خلافا لمن انکرہ وابطل امرہ من الخوارج و الجھمیة وبعض المعتزلة وخلافا للجبائی المعتزلی وموافقیہ من الجھمیة وغیرھم فی انہ صحیح الوجود لکن الذی یدعی مخارف و خیالات لا حقائق لھا وزعموا انہ لو کان حقا لم یوثق بمعجزات الانبیاء صلوات اللہ وسلامہ وھذا غلط من جمیعھم لانہ لم یدع النبوة فیکون ما معہ کالتصدیق لہ و انما یدعی الالھیة وھو فی نفس دعواہ مکذب لھا بصورة حالہ ووجود دلائل الحدوث فیہ ونقص صورتہ وعجزہ عن ازالة العور الذی فی عینیہ وعن ازالة الشاھد بکفرہ المکتوب بین عینیہ لھذہ الدلائل وغیرھا لا یغتر بہ الا رعاع من الناس لسد الحاجة و الفاقة رغبة فی سد الرمق وتقیة وخوفا من اذاہ لان فتنتہ عظیمة جدا تدھش العقول وتحیر الالباب مع سرعة مرورہ فی الارض فلا یمکث

اور فراخی اور بہشت اور آگ اور دو نہرون کا اسکے ساتھ ہونا اور زمین کے خزانون کا اُسکے تابع ہونا اور اُسکے کہنے سے آسمان سے مینہ برسنا اور زمین کا اوگانا یہہ سب کچھ خدا کی قدرت اور ارادہ سے ہوگا پہر خدا تعالے اُس کو عاجز کردیگا تو وہ کسی کے مارنے پر قادر نہ ہوگا۔ اور اسکا حال بگڑ جائیگا اور حضرت عیسے علیہ السلام اسکو قتل کرین گے۔ اور خدا تعالے ایمان والون کو اس امتحان مین ثابت قدم رکہیگا۔ یہی اہل سنت اور تمام محدثین وفقہا اور اہل اجتہاد کا مذہب ہے۔ خوارج۔ بعض معتزلہ۔ اور جبائی اور اسکے ہم خیال جہمیہ اسکے مخالف ہین وہ اسکے ہونے کو تو مانتے ہین مگر یہ کہتے ہین کہ جو وہ کریگا یا دکہائیگا وہ صرف خیالات ہونگے انکی حقیقت کوئی نہ ہوگی وہ کہتے ہین کہ اگر وہ امور واقعی ہون تو پہر معجزات انبیا کا اعتبار نہین رہتا۔ مگر یہ اُن کی غلطی ہے۔ کیونکہ وہ یہہ کرشمات

بحیث یتامل الضعفاء حاله ودلائل الحدوث فیه والنقص فیصدقه من یصدقه فی هذه الحالة ولهذا حذرت الانبیاء صلوات الله وسلامه علیهم اجمعین من فتنته ونبهوا علی نقصه ودلائل ابطاله واما اهل التوفیق فلا یغترون به ولا یخدعون بما معه لما ذکرناه من الدلائل المکذبة له مع ما سبق لهم من العلم بحاله ولهذا یقول له الذی یقتله ثم یحییه ما ازددت فیک الا بصیرة (شرح مسلم ص [illegible])

دکھانے کیوقت نبوت کا دعویٰ نہ کریگا تاکہ ان امور سے اوسکی اس دعوے کی تصدیق ہو اور وہ معجزات انبیا کے مشابہ ہوکر نبوت مین شبہ وشک ڈال سکین۔ بلکہ وہ ان خوارق کے وقت الوہیت کا دعویٰ جھوٹا کرے گا جو خود بخود باطل ہو گا۔ اور دجّال کا ظاہری حال اور اُسکی مخلوق ہونے کے دلائل اور اوسکی صورت کا عیب اور اسکا اس عیب کو دور کرنے سے اور اپنی بینیائی سے علامت کفر (لفظ کافر) کو مٹانے سے عاجز رہنا اسکو جھٹلاویگا اسمین ان دلائل عجز وحدوث کے موجود ہونے کی وجہ سے اسکے خوارق سے کوئی دہوکھ نہ کھائیگا بجز عامی لوگون کے جو بھوک کے سبب یا اسکے ڈر کے مارے اسکو مان لینگے کیونکہ اوسکا فتنہ مدہوش وحیران کردے گا اور اسکا زمین پر جلدی سے پھر جانا اونکو اسکے حال کو سوچنے کا موقع نہ دیگا۔ اسیوجہ سے انبیاء نے اسکے فتنہ سے لوگون کو ڈرایا ہے۔ اور اسکے نقص وعجز پر آگاہ کردیا۔ اور جن لوگون کو خدا تعالیٰ توفیق دیگا وہ اس سے دہوکا نہ کھائینگے۔ اور جو خوارق اس سے صادر ہونگے وہ انسے اس کے فریب مین نہ آئینگے کیونکہ وہ اسکے کذب اور عجز کے دلائل جانتے ہون گے اور وہ اسکے حال سے واقف ہون گے اسیوجہ سے جس شخص کو وہ قتل کرکے جلاویگا وہ اسکو صاف کہیگا کہ تیرے اس فعل سے میرا یقین بڑہ گیا ہے“

اور ایسا ہی تمام کتب حدیث کے متون وشروح مین حضرت مسیح بن مریم کا نزول اور دجال ویاجوج وماجوج کا خروج ظاہری معنی سے تسلیم وبیان کیا گیا ہے اور ان امور کو

ایسا یقینی سمجھا گیا ہے کہ انکو اہل سنت کے اعتقادات مین داخل کیا گیا ہے۔

حضرت امام الائمہ امام اعظم علیہ الرحمۃ نے **فقہ اکبر** مین اور ملا علی قاری نے اوس کی شرح مین فرمایا ہے۔ دجال اور یاجوج ماجوج کا نکلنا جسکا ذکر قرآن کی اس آیت مین ہے کہ وہ ہر بلندی سے دوڑینگے۔ اور آفتاب کا جانب مغرب سے طلوع کرنا جسکا اس آیت مین ذکر ہے۔ کہ جسوقت خدا کی بعض نشانیان آوین گی اسدن کسی کو جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو گا اسکا ایمان نفع نہ دیگا۔ اور حضرت عیسے کا آسمان سی نازل ہونا چنانچہ قرآن مین ارشاد ہے کہ وہ (یعنے حضرت عیسیٰ) قیامت کی ایک نشانی یا اوسکی علم وشناخت کی دلیل ہین اور ارشاد ہے کہ اہل کتاب سے کوئی ایسا نہو گا جو حضرت عیسے ع پر اون کی موت سے پہلے یعنے قیامت کے قریب ایمان نہ لائیگا اور اسوقت سبھی دین اور ملت ایک دین (اسلام) ہو جائے گا یہ سب امور حق اور ثابت ہین۔ فقہ اکبر کے بعض نسخون مین آفتاب کے مغرب سے نکلنے کا ذکر باقی

وخروج الدجال ویاجوج وماجوج کما قال تعالی حتی اذا فتحت یاجوج وماجوج وهم من کل حدب ینسلون۔ وطلوع الشمس من مغربها کما قال تعالی یوم یاتی بعض ایات ربك لا ینفع نفسا ایمانها لم تکن امنت من قبل او کسبت فی ایمانها خیل ونزول عیسی من السماء قال الله تعالی انه لعلم للساعة وقال وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته ای قبل موت عیسی علیه السلام بعد نزوله عند قیام الساعة فیصیر الملل واحدة وهی ملة الاسلام الحنیفیة وفی نسخة قدم طلوع الشمس علی البقیة وعلی تقدیره قالوا ولمطابق الحجیة ولا فترتیب القضیة ان المهدی یظهر اولا فی الحرمین الشریفین ثم یاتی بیت المقدس فیاتی الدجال ویحصره فی ذلك الحال فینزل عیسی علیه السلام من المنارة الشرقیة فی دمشق الشام ویجیٔ الی قتال الدجال فیقتله بضربة فی الحال فانه یذوب کالملح فی الماء عند

نزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء فیجتمع علیہ السلام بالمھدی وقد اقیمت الصلوٰۃ فیشیر المھدی لعیسی علیہ السلام بالتقدم فیمتنع معللا بان ھذہ الصلوٰۃ اقیمت لک فانت اولی بان تکون الامام فی ھذا المقام ویقتدی بہ لیظھر متابعتہ لنبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کما اشار الی ھذا المعنی صلی اللہ علیہ وسلم بقولہ لو کان موسی حیا لما وسعہ الا اتباعی وقد بینت وجہ ذلک عند قولہ تعالی واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول الآیۃ- فی شرح الشفاء وغیرہ وقد ورد انہ یبقی فی الارض اربعین سنۃ ثم یموت ویصلی علیہ المسلمون ویدفنون علی ما رواہ الطیالسی فی مسندہ وروی غیرہ انہ یدفن بین النبی صلی اللہ علیہ وسلم والصدیق وروی انہ یدفن بعد الشیخین فھنیئا للشیخین حیث اکتنفا بالنبیین وفی روایۃ انہ یمکث سبع سنین قیل وھی الاصح والمراد بالاربعین فی الروایۃ الاولی مدۃ مکثہ وبعدہ فانہ رفع ولہ ثلث وثلثون سنۃ

امور سے پہلے ہوا ہے اسصورت مین واو حرف عطف مطلق جمعیت کی لئے ہوا اور ترتیب امور مذکورہ کی اسطرح پر ہوگی کہ اول امام مہدی حرمین مین ظاہر ہونگے پہر وہ بیت المقدس مین آئینگے اسوقت دجال آئیگا اور اسکا محاصرہ کرلے گا پہر عیسے علیہ السلام دمشق کے مشرقی کنارہ کے پاس آسمان سے اترین گے۔ اور دجال کے قتل کیطرف متوجہ ہوکر ایک ہی وار سے اوسکو مار ڈالین گے۔ وہ اون کے اترنیکے وقت نمک کیطرح پگلنے لگیگا (مگر اوسکی جان اونہین کے ہاتہ سے نکلیگی) پہر حضرت عیسے اور مہدی ایک جگہ جمع ہون گے اور نماز کے لئے تکبیر ہوگی تو حضرت مہدی حضرت عیسیٰؑ کیطرف نماز پڑہانے کے لئے اشارہ کرینگے وہ اس سے انکار کرینگے یہہ کہکر کہ آپ ہی کی امامت کی لئے یہ تکبیر ہوئی ہے۔ لہذا آپ ہی اس کے مستحق ہین اور آپ اون کے مقتدی بن جاوینگے تاکہ معلوم ہو کہ وہ آنحضرتؐ

+ + + حق کائن ای ثابت وامر قوی
شرح فقہ اکبر

کے تابعین مین سے ہین چنانچہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ اگر حضرت موسی زندہ ہوتے تو اون کو بھی میری پیروی سے چارہ نہوتا۔ اسکی وجہ اس قول خداوندی کی شرح مین بیان ہوئی ہے جسمین ذکر ہے کہ اللہ تعالی نے نبیون سے یہ عہد لیا تھا کہ تمہارے پاس میرا رسول (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) آوے تو تمپر اوسکا ماننا اور مدد کرنا ضروری ہوگا۔

شفا کی شرح وغیرہ مین مذکور ہے کہ حضرت مسیح زمین مین چالیس برس رہینگے اور پھر فوت ہونگے اور مسلمان اونکی نماز جنازہ پڑھینگے اور اونکو دفن کرینگے۔ یہ ابو داؤد طیالسی کی مسند مین روایت ہے اور اورون کی روایت مین ہے کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک اور حضرت صدیق اکبر کی قبر کے بیچ مین دفن کیئے جائینگے۔ ایک روایت مین ہے کہ شیخین (صدیق اکبر اور فاروق) کی قبر کے بعد دفن کیئے جائین گے۔ اس صورت مین شیخین کے لیئے مژدہ ہے کہ شیخین دو نبیون (آنحضرتؑ اور مسیحؑ) کے بیچ مین مدفون ہون گے۔ بعض کا قول ہے کہ وہ زمین مین سات سال رہینگے اور یہی صحیح ترین اقوال سے ہے۔ اور چالیس سال ٹہرنے کی روایت سے بہی یہی مراد ہے کہ وہ بعد نزول سات برس رہین گے کیونکہ از انجملہ تینتیس ۳۳ برس اونہون نے آسمان پر جانے سے پہلے دنیا مین بسر کیئے اور جب وہ اوٹھائے گئے تھے تو اون کی تینتیس ۳۳ سال کی عمر تھی۔

اور شرح عقائد نسفی مین ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو علامات قیامت (یعنی اس سے پہلے آنیوالی چیزون) کی خبر دی ہے یعنی دجال اور یاجوج ماجوج کا نکلنا۔ اور حضرت عیسے علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا۔ اور آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا (وغیرہ وغیرہ) وہ حق

وما اخبر بہ النبی علیہ السلام من اشراط
الساعۃ ای من علاماتہا من خروج الدجال
ودابۃ الارض ویاجوج وماجوج ونزول
عیسیؑ من السماء وطلوع الشمس من مغربہا
فہو حق لانہا امور ممکنۃ اخبر بہا الصادق

قال حذیفة بن اسید الغفاری طلع النبی صلی الله علیه وآله وسلم علینا ونحن نتذاکر فقال ما تذکرون قلنا نذکر الساعة قال انها لن تقوم حتی تروا قبلها عشر آیات فذکر الدخان والدجال والدابة وطلوع الشمس من مغربها ونزول عیسی بن مریم وخروج یاجوج وماجوج وثلثة خسوف الخ - شرح عقائد ص

(واقع ہونیوالے) ہین کیونکہ یہ ایسے امور ہین جو ممکن الوقوع ہین اور مخبر صادق (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے اونکے وقوع کی خبر دی ہے۔ حذیفہ بن اسید غفاری فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایکدن تشریف لائے تو ہم کچھ مذاکرہ کر رہے تھے آنحضرت ؐ نے فرمایا تم کیا ذکر رہے ہو ہمنے عرض کیا ہم قیامت کا ذکر رہے ہین۔ آپ نے فرمایا قیامت نہوگی جب تک تم دس نشان اس سے پہلے نہ دیکھ لوگے پھر آپنے دخان۔ دجال۔ دابۃ الارض طلوع آفتاب ازجانب مغرب نزول حضرت مسیح خروج یاجوج ماجوج۔ اور زمین کا خسوف اور یمن سے نکلنے والی آگ کا ذکر فرمایا۔

یہ حدیث حذیفہ بن اسید کی جسکا شرح عقائد مین حوالہ دیا گیا ہے صحیح مسلم مین بصفحہ ۳۹۳ مروی ہے اور صحاح مین ایسی بہت سی احادیث موجود ہین جنمین قادیانی اور اسکے حواریون کی تاویلات مذکورہ کی گنجائش ہی نہین ہے۔

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتی لا یقبله احد حتی تکون السجدة الواحدة خیرا من الدنیا وما فیها ثم یقول ابوهریرة واقرؤا ان شئتم

صحیح بخاری و صحیح مسلم مین نزول عیسے علیہ السلام کے عنوان سے ایک باب منعقد کرکے اوسمین ایک حدیث نقل کی ہے جسکا یہ مضمون ہے کہ عنقریب حضرت ابن مریم حاکم عادل اترینگے صلیب کو توڑینگے اور خنزیر کو قتل کرینگے جزیہ موقوف کرینگے وغیرہ وغیرہ اوس حدیث کے آخر مین راوی حدیث ابوہریرہ کا یہ قول منقول ہے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

> وان من اهل الکتاب الا لیومنن به قبل موته ویوم القیامة یکون علیهم شهیدا ج
> بخاری ۱ صفحہ ۴۹۰ مسلم صفحہ ۸۷

کہ چاہو تو (اس حدیث کی تصدیق کے لئے) یہ آیۃ پڑھ لو جسمین ارشاد ہے کہ اہل کتاب سے ایسا کوئی نہو گا جو حضرت عیسے علیہ السلام کی وفات سے پہلے اونپر ایمان نہ لائیگا اور اسمین باتفاق اہل اسلام وگروہ مسیحائی میرزائی (به) کے ضمیر سے حضرت عیسے مراد ہین اگرچہ (موته) کے ضمیر سے مرادین اختلاف ہے۔ اس سے بلانزاع بے اختلاف ثابت ہے کہ اس حدیث مین راوی ابوہریرہ اور اوسکے مخرجین امام بخاری ومسلم کے نزدیک حضرت عیسے ابن مریم ہی کا نزول مراد ہے نہ کسی اور نام کے عیسے یا مثالی مسیح کا۔

> قوله ثم یقول ابو هریرة رض اقرؤا ان شئتم وان من اهل الکتاب الا لیومنن به قبل موته ففیه دلالة ظاهرة علی ان مذهب ابی هریرة فی الآیة ان الضمیر فی موته یعود علی عیسی صلی الله علیه وسلم شرح مسلم

امام نووی اس حدیث کی شرح مین فرماتے ہین۔ ابوہریرہ رضہ کے اس قول سے کہ چاہو تو یہ قول خداوندی پڑھ لو وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته۔ صاف سمجھا جاتا ہے کہ ابوہریرہ کا اس آیت مین یہی قول تھا کہ اسمین لفظ موته کی ضمیر حضرت عیسے کی طرف پھرتی ہے۔

> ویحصر نبی الله عیسی علیه السلام واصحابه حتی یکون راس الثور لاحدهم خیرا من مائة دینار لاحدکم الیوم فیرغب نبی الله عیسی واصحابه فیرسل الله علیهم النغف فی رقابهم۔ فیصبحون فرسی کموت نفس واحدة ثم یهبط نبی الله عیسی علیه السلا

اور صحیح مسلم کی مشہور حدیث دمشقی مین جس آنے والے مسیح کا ذکر ہے اوسکے نام کے ساتھ جابجا نبی اللہ کا لفظ وارد ہے ایک جگہ پر فیحصر نبی اللہ ایک جگہ ثم یهبط نبی اللہ دو جگہ ہے فیرغب نبی اللہ چنانچہ ارشاد ہے خدا کے نبی عیسے علیہ السلام اور اون کے ساتھ والے (یاجوج ماجوج) کے محاصرہ مین آجائینگے اوسوقت گائی کی